م۔ش کی ڈائری

مولانا محمد حنیف ندوی

اگر مجھ سے پوچھا جاتا کہ کیا تم نے پاکستان میں کسی عالم کو باعمل بھی پایا؟ تو میں بے ساختہ کہتا کہ ہاں میں ایک ایسے عالمِ دین کو جانتا ہوں جو کہ باعلم بھی ہے اور باعمل بھی ہے، اور وہ ہیں مولانا محمد حنیف ندوی۔ میں مولانا محمد حنیف ندوی کو اس وقت سے جانتا ہوں کہ جب میں نے ۱۹۲۹ء میں اسلامیہ کالج لاہور میں فرسٹ ائر میں داخلہ لیا تھا، اور وہ اسلامیہ کالج سے ملحق مسجد مبارک میں امامت کے فرائض انجام دیا کرتے تھے۔ وہ اہلحدیث کے بہت جید، مسلمہ، قابلِ احترام عالم تھے لیکن اُنھوں نے کبھی کوئی مختلف فیہ، یا باہمی دل آزاری والی بات زبان سے نہ نکالی تھی۔ اُنھوں نے کبھی تفرقہ اندازی کے لیے زبان نہ کھولی، بلکہ وہ فرقہ پرستی کو اسلام کے خلاف ایک کھلی سازش سے تعبیر کرتے تھے۔

حضرت مولانا محمد حنیف ندوی ساری عمر پیدل سوار رہے۔ زیادہ سے زیادہ یہ کیا کہ جب چلتے چلتے تھک گئے تو ٹانگے کی سواری اختیار کر لی۔ ہمیشہ عوام مسلمانوں کے ساتھ ان کے محلوں میں انھی کی طرح معاشرتی زندگی بسر کی۔ رزقِ حلال کے لیے زندگی کے آخری لمحوں تک ترجمے اور تصنیف کا کام کرتے رہے۔ کبھی انھوں نے کسی حاکمِ وقت کی خوشامد نہ کی، اور نہ ہی بلاضرورت کسی پر برسے۔ وہ زندگی کو امانت سمجھ کر ایک حقیقی مومن کی طرح اللہ اور اس کے رسولؐ کے احکام پر چلتے رہے۔ اگر وہ دُنیا کی کمائی کرنا چاہتے تو انھوں نے آج اپنے انتقال کے وقت چاندی اور سونے کے ڈھیر چھوڑے ہوتے۔

مولانا محمد حنیف ندوی کے دینی، علمی اور تبلیغی کام پر صرف وہ لوگ روشنی ڈال سکتے ہیں جو کہ خود اس میدان کے شاہ سوار ہوں۔ مجھے ایک عامی کی حیثیت میں صرف یہ علم ہے کہ حضرت مولانا محمد حنیف ندوی ایک سچّے، باعمل، متشرع، متدین اور رزق حلال کماتے والے مسلمان تھے۔ وہ کم سُخن اور کم آمیز تھے۔ لیکن میں نے جب بھی ان سے ملاقات کی اُنھیں انتہائی درجے

کا خلیق اور مہذب انسان پایا ۔ ملائم لہجے میں گفتگو فرماتے تھے ۔ سیدھی اور صاف بات کرتے تھے ۔ صحیح مشورہ دیتے تھے ، اور ان میں کسی قسم کی تعلّی اور تفاخر کی بات نہیں تھی ۔ وہ ریڈیو اور ٹیلی وژن ، دربار اور سٹیج کے آدمی نہیں تھے ۔ وہ دُنیا اور اس کے تکلفات سے بے نیاز تھے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے بے پایاں رحم و کرم سے ان کی مغفرت فرمائیں ۔ ان کے درجات بلند فرمائیں اور قوم کو اُن کا نعم البدل عطا فرمائیں ۔ آمین ، اللھم آمین ۔

(نوائے وقت ۔ ۱۴ جولائی ۱۹۸۷ء)

ڈاکٹر عبدالسلام خورشید

مولانا حنیف ندوی بھی اللہ کو پیارے ہو گئے

مشہور عالم دین مولانا محمد حنیف ندوی ۷۹ سال کی عمر میں اس جہانِ فانی سے کوچ کر گئے۔ ہمیں نصف صدی سے ان کی نیازمندی کا شرف حاصل تھا۔ جب اسلامیہ کالج میں پڑھتے تھے تو کالج سے متصل مسجد مبارک میں مولانا مرحوم خطیب اور امام کے عہدے پر فائز تھے، اور ہم ظہر کی نماز ان کی امامت میں پڑھا کرتے تھے اور ان کی اچھی باتیں سنا کرتے تھے۔ کالج سے نکلنے کے بعد عرصہ دراز تک ان سے ملاقات شاذ ہی رہی۔ اتنے میں ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم مرحوم کے زیر قیادت ادارہ ثقافت اسلامیہ قائم ہوا اور مولانا محمد حنیف ندوی اس سے وابستہ ہو گئے۔ اس زمانے میں خلیفہ صاحب کی محفلوں میں ہم بھی بیٹھتے تھے اور مولانا مرحوم بھی موجود ہوتے تھے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ کے مجلّہ "ثقافت" میں ان کے مختصر مضامین خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ وہ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر سادہ اور سلیس انداز میں مضامین قلم بند کیا کرتے تھے۔ یہ مضامین پڑھنے سے دل و دماغ کو ایک آسودگی مہیّا ہوتی تھی اور ہمارے نزدیک ان کی تحریروں سے بے شمار نام کے مسلمان حقیقی مسلمان بن گئے، اور یہ ایک بڑی خدمت ہے۔ کاش، وہ علما بھی ان کے نقشِ قدم پر چلیں جو اس وقت فرقہ واریت کے چنگل میں پھنس کر اپنی قوتوں کا ضیاع کر رہے ہیں اور اللہ کے گھروں کو مخالفین کے خلاف دشنام طرازی کا مرکز بنا رہے ہیں۔ آج ہمیں مولانا محمد حنیف ندوی جیسے زیادہ سے زیادہ علما کی ضرورت ہے، کیونکہ یہ اس تاریک دور میں روشنی کے مینار بن سکیں گے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں ایک اسلامی فلاحی مملکت بنا سکیں گے۔ اگر پاکستان کے علما اور مجتہدین اور محدثین سوچیں کہ ان پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے، کیونکہ دینی معلومات کا اصل سرچشمہ وہی ہیں اور انہی کو ہونا چاہیے، اگر وہ ذاتی تعصبات، فرقہ وارانہ امتیازات اور شخصیات کے تصادم سے بالا رہ کر محض خوفِ خدا سامنے رکھتے ہوئے عوام کی صحیح تعلیم و تربیت کریں تو پاکستان میں ایک ایسا ذہنی انقلاب آ سکتا ہے جس کے بطن سے ایک اسلامی فلاحی مملکت جنم لے سکتی ہے۔

(مشرق لاہور۔ ۲۳ جولائی ۱۹۸۷ء)